بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

# کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

## زِمباب وے اور جنوبی افریقا میں مسلکِ حق اہلِ سنّت کی بہاریں

### علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کا سفرنامہ

تاریخی تذکروں میں یہ درج ہے کہ پہلی صدی ہجری میں اسلام کی بہاریں یہاں پہنچ گئی تھیں لیکن اس کے بعد 1980ء تک یہ علاقہ برطانوی کالونی رہا ہے، اگر اسلام کی کوئی پرانی یادگاریں یہاں تھیں تو اَب اُن کا کوئی نام ونشان بھی باقی نہیں- اِس خطّے کو افریقا کا پیرس بھی کہا جاتا رہا ہے- اِس کا پہلا نام ''رہوڈیشیا'' تھا، اپریل 1980ء میں یہ آزاد ہُوا اور اِس کا نام ''زِمباب وے'' ہوگیا- گولڈ، نِکل، کوپر، تنبا کو، چائے، ایس بسٹاس وغیرہ کی کانوں اور پیداوار کی وجہ سے یہ ملک دنیا بھر میں مشہور ہے، یہ زرعی ملک ہے- اِس کا رقبہ تین لاکھ نوّے ہزار دوسو پینتالیس مربع کلومیٹر اور سرکاری اعداد وشمار کے مطابق آبادی یہاں کی ساڑھے گیارہ ملیَن ہے جب کہ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں کی آبادی 18 ملیَن (ایک کروڑ اَسّی لاکھ) ہے- یہاں خواندگی کا تناسب 69 فی صد ہے، کہا جاتا ہے کہ اِس تناسب میں مزید اضافہ ہُوا ہے، یوں یہ ملک دنیا بھر میں اس لحاظ سے نمایاں ہے- یہاں ''وِک ٹوریا فالز'' کے نام سے ایک علاقہ ہے- یہ آب شار کسی طرح نیاگرا فالز سے کم نہیں، افریکی چھوٹے ملک میں ہونے کی وجہ سے اسے نیاگرا فالز کے بعد شمار کِیا جاتا ہے، سیّاحوں کے لئے یہ خوش نما آب شار بہت پُرکشش اور قابلِ دید ہے- اِس مقام پر ہوائی اڈا بھی ہے اور رہائشی ہوٹل بھی، جو برطانوی تسلط کے دور کی یادگار ہے- مقامی کرنسی کا نام ''زِم ڈالر'' ہے- ایک امریکی ڈالر کے مقابلے میں تین سو چالیس زِم ڈالر ملتے ہیں- پاکستانی ایک روپے کے بدلے پانچ زِم ڈالر اور چھیاسٹھ سینٹس بنتے ہیں- زِمباب وے کا دارالحکومت ''ہَرارے'' ہے، دوسرا بڑا شہر ''بُلو وایو'' ہے- ہر دوشہروں میں بولی جانے والی زبان مختلف ہے، ہَرارے میں ''شونا'' بولی جاتی ہے- اِس ملک میں مقامی اور تارکینِ وطن سمیت مسلم آبادی پچھتر ہزار سے زائد نہیں- ملک کے موجودہ صدر کا نام رابرٹ گبریل مُگابے ہے، ملک میں آباد تارکینِ وطن افراد کے بارے میں ان کا طرزِ عمل بہت نارَوا بتایا جاتا ہے، متعدد مسلم انڈین خاندان یہاں سے آسٹریلیا منتقل ہوگئے ہیں- یہاں رہنے والے لوگ کچھ مادی سہولتوں کے ایسے عادی ہو چکے ہیں کہ اب انہیں اپنے وطن واپس جانا گوارا نہیں، تارکینِ وطن کی نئی نسل نے انگریزی ہی نہیں انگریزیت بھی اپنالی ہے جو اُن کے لباس اور انداز واطوار میں نمایاں جھلکتی ہے-

ہَرارے شہر میں اہلِ سنّت وجماعت نے 1982ء میں ''مدینہ مسجد'' تعمیر کی اور اسی کے ساتھ ایک ہال بھی تعمیر ہُوا- اِس مسجد کی بنیاد حضرت مولانا محمد ابراہیم خوش تر صاحب کے ہاتھوں رکھی گئی- بارہ برس پہلے زِمباب وے کے لئے مَیں نے جناب خالد ڈیسائی اور ابوبکر ڈیسائی کی دعوت پر سفر کِیا تھا- حاجی موسٰی واز راور حاجی ہاشم یوسف منصور میرے ہمراہ تھے- ہم

جوہانس برگ سے بذریعہ طیارہ بُلو وایو گئے تھے جہاں غیبی صاحب نے ہمارا استقبال کِیا، رات کو بُلو وایو میں خطاب کے بعد موٹر کار سے سفر کر کے ہم جمعہ کی صبح ہَرارے پہنچے تھے اور مدینہ مسجد میں نمازِ جمعہ کے اجتماع سے اور پھر اُسی شب عشاء کے بعد میرا خطاب ہُوا تھا- محترم سلیمان محمد صاحب اُس وقت مدینہ مسجد کمیٹی کے سربراہ تھے، انہیں وہاں سلیمان مپوٹو کہا جاتا ہے- فروری 2002ء میں جناب منصور رضا عبدالقادر نے فون پر مجھ سے رابطہ کِیا اور ماہِ صفر ۱۴۲۳ھ میں منعقد ہونے والے ہَرارے میں ''عُرسِ رضوی محمودی'' میں شرکت کی دعوت دی- اِس سالانہ عرس شریف کا انعقاد گزشتہ آٹھ برس سے وہاں ہورہا ہے- زِم باب وے، ملاوی، بوٹ سوانا، موزم بیق، لیسوٹو اور جنوبی افریکا کے علاوہ ہر سال انڈیا اور پاکستان سے بھی مندوبین اس سالانہ عرس مبارک میں شریک ہوتے ہیں، یوں آٹھ ملکوں کی نمائندگی سے یہ اہم اجتماع ہوتا ہے- عرس کی تقریبات چار دن جاری رہتی ہیں- عرس شریف کی تقریبات کی صدارت نبیرۂ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی حضرت مولانا شاہ اختر رضا خان ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں-

جناب منصور رضا سے میرا تعارف نہیں تھا، مجھے حضرت الحاج پیر شوکت حسن خان صاحب نوری نے بتایا کہ منصور رضا صاحب، حضرت مولانا قاری احمد رضا صاحب کے فرزند ہیں- مولانا قاری احمد رضا سے برسوں پہلے میری ملاقات پری ٹوریا کے علاقے لوڈیَم کی جمعہ مسجد میں ہوئی تھی- اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضلِ بریلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا محمود جان صاحب علیہ الرحمہ سے مولانا قاری احمد رضا کی خاندانی نسبت ہے- مولانا قاری احمد رضا نے 1969ء میں زِم باب وے کو اپنا مسکن بنایا اور وہاں مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کے لئے نمایاں خدمات انجام دِیں- مَیں بارہ برس پہلے جب زِم باب وے گیا تھا اُس وقت مولانا قاری احمد رضا وہاں موجود نہ تھے البتہ اُن کے فرزند امتیاز صاحب سے ملاقات ہوئی تھی- گزشتہ کچھ ماہ سے زِم باب وے کے بارے میں ورلڈ میڈیا جو خبریں نشر کر رہا تھا اُس سے یہی تاثر تھا کہ وہاں خون ریزی اور ہنگاموں کی اِن دنوں بہتات ہے اور ماحول سخت کشیدہ ہے، ایسے میں زِم باب وے کا رُخ کرنا کیا صائب ہوگا؟ منصور رضا صاحب نے بتایا کہ کچھ علاقے ہیں جہاں کشیدگی تھی، اب احوال بہتر ہیں- پاس پورٹ کا عکس انہیں بھجوا دیا- مارچ میں پھر اُن کا فون آیا اور انہوں نے کہا کہ وہ اِسی ہفتے ویزا حاصل کر کے اس کا عکس مجھے فیکس کر دیں گے- اِدھر مَیں جامع مسجد گل زارِ حبیب کے صحن کے اطراف تعلیم و تدریس اور طلبہ کی رہائش کے لئے تعمیری کام شروع کیے ہوئے تھا- دو چھتیں پڑنی تھیں اور روزانہ کام کی نگرانی ضروری تھی- میرے مشاغل کی کثرت مجھے نیند بھی پوری نہیں کرنے دیتی، مجھے طویل سفر تو اور تھکاتے ہیں، قرآنِ کریم کی اُردو انگریزی ترجمہ اور مختصر تفسیر کے ساتھ ٹی وی کے ایک چینل کے لئے مسلسل ریکارڈنگ کی وجہ سے تحریر و تحقیق کے جانے کتنے کام رُکے ہوئے تھے، اِدھر ملک میں صدرِ مملکت نے اپنے اقتدار کی مدت بڑھانے کے لئے رَیفرن ڈَم کا اعلان کر دیا تھا، ایسے میں جانے کیسے کچھ دنوں کے لئے ملک سے باہر کے سفر کے لئے تیاری کر لی- بیرونِ ملک سفر کرتے ہوئے میری نیت اور شوق حرمین شریفین میں حاضری کا ہوتا ہے، مَیں نے عمرہ و زیارت کا عزم کر لیا- جنوبی افریکا کی مسافت زِم باب وے سے زیادہ نہیں، وہاں اپنی میز بان فیملی کو گزشتہ دو تین برس سے ایک دن سے زیادہ وقت نہیں دے سکا تھا، خیال کیا کہ زِم باب وے کے بعد ایک ہفتہ جنوبی افریکا میں احباب سے صرف ملنے کے لئے قیام

کروں گا اور وہاں سے حجازِ مقدس چلا جاؤں گا- اس سال عید میلاد النبی ﷺ کے لئے سوٖٹ زرلینڈ کے احباب کا اصرار تھا کہ انہیں وقت دوں- منصور رضا صاحب نے ویزا کا عکس بھجوانے میں خاصا وقت لگا دیا، عرس مبارک کا دعوت نامہ آ گیا لیکن ویزا کا عکس نہ آیا- ماہِ صفر المظفر کی دس گیارہ تاریخ کو میرے استاذِ مکرم حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ القرآن مولانا غلام علی صاحب اشرفی اوکاڑوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اوکاڑا میں ہوتا ہے- 24،25 اپریل 2002ء کو دوسرا سالانہ عرس مبارک تھا اور یہی تاریخ زِم باب وے میں منصور رضا صاحب نے عرس رضوی محمودی کی مقرر کی تھی- عیسوی تقویم کے مطابق 24 اپریل میرے والدِ گرامی مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت خطیبِ اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کی تاریخِ وصال ہے- ٹی وی چینل والوں کا مطالبہ تھا کہ جتنے دن غیر حاضر رہنا ہے اتنے دنوں کی ریکارڈنگ پہلے سے کروا کے جاؤ- تعمیری ٹھیکے دار کی اپنی چال تھی اُس نے بھی کہا کہ وہ 20 اپریل سے پہلے چھت نہیں بھر سکے گا- مجھے اندازہ نہیں تھا کہ عزمِ سفر کرتے ہی مجھ پر ایسی یلغار ہوگی-

کراچی سے براستہ دُبئی مَیں جوہانس برگ کے لئے روانہ ہُوا- جوہانس برگ ایئرپورٹ پر حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی، حاجی ابراہیم کریم قادری نے والہانہ استقبال کِیا، جوہانس برگ ایئرپورٹ ہی سے حاجی ابراہیم کریم صاحب اپنے نئے شوروم میں لے گئے- گزشتہ شب نو بجے گھر سے نکلا تھا اور اگلی صبح جب جوہانس برگ پہنچا تو پاکستان کے وقت کے مطابق دن کے دو بج رہے تھے- شوروم دیکھتے دُعا کرتے ایک گھنٹا گزر گیا- بالآخر وہاں سے لوڈیَم پہنچے تو جنوبی افریقا کے شہر لیڈی اسمتھ سے حاجی ہارون تار اور حضرت مولانا سید محمد علیم الدین مصباحی کا فون آ گیا، ان حضرات نے اصرار کِیا کہ ان سے لیڈی اسمتھ میں ایک خطاب کا وعدہ کروں- عرض کی کہ ابھی اس ملک میں داخل ہُوا ہوں، گھر آ کر بیٹھا بھی نہیں اور اگلی صبح زِم باب وے جانا ہے وہاں سے واپسی پر بات ہوگی لیکن بغیر وعدہ لیے فون پر گفتگو تمام نہیں ہوئی- مجھے اندازہ ہوگیا کہ جنوبی افریقا کا قیام بھی مشغول ہی گزرے گا- حاجی ابراہیم کریم صاحب نے دارالعلوم پری ٹوریا اور دیگر سُنّی مساجد اور احباب کے احوال سنائے، ان سے عرض کی کہ زِم باب وے سے واپس آ کر ان مسائل پر تفصیلی گفتگو ہوگی- تھکن کی شدت نے مضمحل کر رکھا تھا اتنے میں محترم الحاج محمد زبیر صاحب مکّی کا فون آ گیا، وہ تین دن پہلے یہاں پہنچے تھے، انہوں نے بتایا وہ حاجی ابراہیم کریم کے ہاں پہنچ رہے ہیں- محمد زبیر صاحب مکّی تاجر پیشہ ہیں، ان کے والدِ گرامی کراچی کی نیومیمن مسجد کی انتظامیہ کے ابتدائی ارکان میں سے تھے، وہ ابھی جواں سال تھے، بحالتِ نماز ان کا اسی مسجد میں وِصال ہُوا- محمد زبیر صاحب مکّی اُن کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں، اُن کا عقدِ مسنون خاندانِ اعلیٰ حضرت میں ہُوا ہے، محترم الحاج پیر شوکت حسن خاں صاحب نوری کی دخترِ نیک ان کے نکاح میں ہیں جو حضرت مولانا اختر رضا ازہری میاں کی سگی بھانجی ہیں، (اِسی حوالے سے زبیر میاں کو مَیں مولانا محمد زبیر خاں پکارتا ہوں) وہ بہت عمدہ نعت خواں ہیں- اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی، ان کے فرزند حضرت مفتی اعظم اور حضرت ازہری میاں کا کلام وہ آداب اور صحیح اعراب و تلفظ اور خوب خوش الحانی سے پڑھتے ہیں، مشکل الفاظ و تراکیب کو خود سمجھ کر سامعین کو سمجھاتے ہوئے کلام سے پوری طرح لطف و سُرور پانے کا اہتمام کرتے ہیں- انہوں نے بھی آتے ہی لیڈی اسمتھ والوں کی صرف سفارش ہی نہیں کی بلکہ اپنے ساتھ ہم رکابی کے لئے

اصرار کیا - زبیر میاں اسی سہ پہر زم زم باب وے جا رہے تھے وہ کچھ دیر بعد رخصت ہوگئے - مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی نے میرا سامان کمرے میں پہنچا دیا، میں نے وہ کتابیں جو زم زم باب وے لے جانی تھیں وہ الگ کیں اور حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب کو کچھ کُتب و رسائل پیش کیے - حاجی ابراہیم صاحب کا کہنا تھا کہ وہ ابھی پری ٹوریا جا کر عصر کے فوراً بعد آ جائیں گے تو مغرب کی نماز مسجد سیدنا غوثِ اعظم (رضی اللّٰہ عنہ) میں اکٹھے چل کر ادا کریں گے - مَیں اتنا تھکا ماندہ تھا کہ بستر پر لیٹتے ہی شاید بے ہوش ہو گیا، حاجی صاحب کو آنے میں دیر ہوگئی - رات کو حاجی صاحب کے فرزندان اور احباب کا ہجوم رہا، نصف شب تک ان سے گفتگو رہی - حاجی عبدالستار بھیڈیا نے گیارہ مئی کو سالانہ میلاد شریف منانے کا اہتمام کیا تھا وہ اِس میں میری شمولیت چاہتے تھے اور میری آمد کا سُن کر کارڈ میں نام بھی شائع کر چکے تھے - ان سے کہا کہ مَیں اتنا عرصہ قیام کا ارادہ نہیں رکھتا، اُن کا اصرار تھا کہ الحاج محمد زبیر مکّی اور مَیں ان کے منعقدہ میلاد شریف میں شرکت کے بعد یہاں سے روانہ ہوں - اگلی صبح دس بجے جوہانس برگ ایئر پورٹ سے ساؤتھ افریکن ایرویز کی پرواز سے مجھے ہَرارے روانہ ہونا تھا - حاجی ابراہیم کریم صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی اور مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی مجھے ایئر پورٹ پہنچانے آئے - جنوبی افریقا کا یہ ایئر پورٹ ایک مستطیل طویل ہال ہے، ہر ایئر لائن کے لئے کاؤنٹر مختص ہوتے ہیں اور ساؤتھ افریکن ایرویز کے لئے کاؤنٹر پر جانے سے پہلے ہی سامان کا وزن کر کے کوپن جاری کیا جاتا ہے تاکہ کاؤنٹر پر دیر نہ لگے - ہاتھ کے سامان کا بھی وزن کیا جاتا ہے اور مقررہ وزن سے زیادہ سامان لے جانے نہیں دیا جاتا، یہ اور بات ہے کہ ڈیوٹی فری شاپس سے لوگ مزید سامان خرید کر اس وزن کو زیادہ کر لیتے ہیں - سیکیورٹی (تحفظ) کے پیشِ نظر چھوٹی سی قینچی تک لے جانے کی اجازت نہیں، ناخن تراش کے ساتھ نوک دار فوئل بھی لے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی مگر حیرت ہے کہ سیکیورٹی کیمرے سے سامان کی تلاشی کے بعد ایئر پورٹ کے اندر جائیے تو وہاں موجود دکانوں میں یہی اشیاء فروخت کے لئے رکھی ہیں، جو چاہے خرید لے اور پھر اپنے ساتھ رکھ لے، یوں سیکیورٹی کاؤنٹر پر ان اشیاء کا سیکیورٹی کے لئے دستی سامان سے نکال دیا جانا مضحکہ خیز ہو جاتا ہے، ہونا یہ چاہیئے کہ جو اشیاء خطرناک سمجھی جاتی ہیں ان کی ایئر پورٹ کی عمارت کے اندر موجود شاپس پر فراہمی بھی روکی جائے اور ان کے بارے میں تشہیر کر دی جائے تاکہ مسافر ان اشیاء کو اپنے دستی سامان میں نہ رکھیں -

پرواز سے قبل ایئر پورٹ پر موجود بُک شاپ پر کچھ دیر مختلف کتابیں دیکھتا رہا - جنوبی افریقا کے ایئر پورٹ پر عمدہ قدرتی پتھروں کے زیورات اور دست کاری کے شاہ کار بہت نظر آتے ہیں - جان وروں کی شبیہ اکثر چیزوں پر نمایاں ہے، جو وہاں کے لوگوں کو بہت مرغوب ہے - پرواز کی روانگی کا اعلان ہُوا - ڈیڑھ پونے دو گھنٹے کی پرواز کے بعد ہَرارے ایئر پورٹ پہنچے - راستے میں پنیر کے سینڈوِچز یا چکن سینڈوِچز سے ضیافت کی جا رہی تھی - پنیر کو انگریزی میں ''چیز'' ''Chees'' کہتے ہیں اور میری معلومات کے مطابق دنیا بھر میں 98 فی صد ''پنیر'' سؤر سے تیار ہوتا ہے اور چکن زیادہ تر وہ ہوتا ہے جسے جھٹکے سے کاٹا جاتا ہے، حالاں کہ مسلمان مسافروں کے لئے بکنگ کے وقت ''حلال مِیل'' (جائز غذا) کی ہدایات پر الگ کھانا رکھا جاتا ہے لیکن وہ کتنا حلال ہوتا ہے؟ اس کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی - (وے جی ٹے ریَن) سبزی پر مشتمل کھانا بھی تسلی بخش کم ہی ہوتا ہے - مَیں نے صرف فروٹ جُوس پر اکتفا کیا، پرواز طویل نہیں تھی اور گھر سے مختصر ناشتہ کر کے روانہ ہُوا تھا - مَیں طویل پرواز

کے دوران فراہم کیے جانے والے کھانے سے مطمئن نہ ہوں تو اس سے بھی اجتناب ہی کرتا ہوں-ہَرارے کا نیا ایئرپورٹ تعمیر ہو چکا ہے اور عمدہ عمارت بنائی گئی ہے-میرے پاس ویزا کا عکس تھا-ایمی گریشن کاؤنٹر پر موجود آفیسر نے کہا کہ اسے اصل کاغذ مطلوب ہے، اس نے مجھے اپنے عملے کے ایک شخص کے ساتھ لاؤنج کے دروازے پر بھیجا تا کہ وہاں استقبال کے لئے موجود افراد سے ویزا کا اصل کاغذ لاؤں-امتیاز صاحب پہلے ہی سے کاغذ ہاتھ میں لئے دروازے ہی پر موجود تھے-دخول کی مُہر پاس پورٹ پر ثبت کر دی گئی، سامان لے کر کسٹم ہال سے باہر آیا تو ہار پھولوں سے احباب نے والہانہ استقبال کِیا-غیر مسلم افراد کے لئے یہ منظر دیدنی تھا، وہ سب مجھے ہی دیکھ رہے تھے-استقبال کے لئے آنے والوں میں دعوتِ اسلامی کے ایک کارکن بھی تھے جو کراچی کے رہنے والے تھے-ڈربن سے آئے ہوئے جناب عبداللّٰہ بھی محبت سے میرے استقبال کو آئے تھے-انہوں نے اپنا ایک تعارف جناب منصور رضا سے قرابت کے حوالے سے کروایا اور دوسرا تعارف مولانا محمد بانا کے دوست کی حیثیت سے کروایا-وہاں موسمِ سرما شروع ہو چکا تھا لیکن ابھی دن میں کچھ گرمی تھی-امتیاز صاحب نے موبائل فون پر سب طرف میری آمد کی اطلاع کی اور شہر کی طرف روانہ ہوئے-شہر پہنچنے تک امتیاز صاحب سے زِم بابوے کے بارے میں ضروری معلومات مَیں نے حاصل کر لیں-شہر پہنچے تو امتیاز صاحب نے کہا کہ نمازِ ظہر کا وقت ہو چکا ہے، ہم پہلے مسجد میں نماز ادا کر لیں پھر بھائی منصور رضا کے گھر جائیں گے-ایک مدت بعد مَیں پھر مدینہ مسجد میں داخل ہُوا، مسجد کے صحن پر چھت ڈال دی گئی ہے، باقی وہی پرانا منظر تھا-مسجد کے بیرونی احاطے پر بینر، جھنڈیاں آویزاں کر کے خوب آرائش کی گئی تھی-امام صاحب انڈیا سے آئے ہوئے نوجوان تھے، انہوں نے مجھے امامت کے لئے کہا، عرض کی کہ مَیں مسافر ہوں-نماز کے بعد احباب ملتے رہے، دو تین پاکستانی بھی ملے، مسجد سے ہم منصور رضا صاحب کے ہاں پہنچے اور منصور رضا صاحب سے پہلی مرتبہ بالمشافہ ملاقات ہوئی-وہاں جناب سلیمان میوٹو اور دیگر احباب بھی موجود تھے-ملاوی سے آئے ہوئے ایک بزرگ (جنہیں علی باپو پکارا جاتا ہے) وہ بھی ملے-مولانا محمد عارف صاحب برکاتی مصباحی بھی ملاوی کے شہر لی لانگ وے سے آئے تھے-منصور رضا صاحب سے عرض کی کہ فون کر کے حاجی ابراہیم کریم صاحب اور گھر میں میرے یہاں پہنچنے کی اطلاع کر دیں اور یہاں رابطے کا نمبر بھی بتا دیں-زبیر مکّی صاحب بھی وہاں موجود تھے، اتنے میں حضرت ازہری میاں قبلہ تشریف لے آئے اور سب احباب سمیت دوپہر کا کھانا کھایا گیا-کھانے کے بعد منصور رضا صاحب مجھے جناب الحاج محمد حنیف برکاتی کے مکان پر لے آئے جہاں انہوں نے مہمانوں کے قیام کا انتظام کیا ہُوا تھا-یہ مکان مدینہ مسجد کے احاطے سے متصل تھا-منصور رضا صاحب نے جو کُتب اور کیسٹیں وغیرہ منگوائی تھیں وہ انہیں پیش کِیں، مَیں نے اُن سے پروگرام کی تفصیل معلوم کی-حنیف برکاتی صاحب اس وقت ہَرارے میں موجود نہیں تھے-بتایا گیا کہ وہ آج شب پہنچیں گے-آج شام کا پروگرام منصور رضا صاحب کی والدہ محترمہ کے مکان پر تھا-عشاء کی نماز ادا کر کے ہم وہاں پہنچے-خاصے افراد وہاں جمع ہو گئے-ختمِ غوثیہ کا وِرد ہوا، سورۂ یاسین شریف کی تلاوت مجھے کرنے کو کہا گیا-امتیاز صاحب نے مہمانوں کا تعارف کرایا اور حاضرین کو تقریبات کی تفصیل سے آگاہ کِیا-مبارک پور، انڈیا سے آئے ہوئے قاری محمد اسمٰعیل تبسم عزیزی نے اپنا پُراثر کلام سُنایا-امتیاز صاحب نے الحاج محمد زبیر مکّی کو حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں کا محبوب نعت خواں کہہ کے متعارف کروایا اور ان سے نعت شریف سُنانے کی فرمائش کی،

اتنے میں حضرت محدث کبیر مولانا ضیاء المصطفی اعظمی اور حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں تشریف لے آئے - مجھے مختصر تقریر کے لئے کہا گیا - بیس منٹ کا اُردو انگریزی میں مِلا جُلا مختصر خطاب بہت پسند کیا گیا - فیروز گراچ صاحب ایڈووکیٹ عرس کی تقریبات میں ناظم اسٹیج بھی تھے وہ بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ عرس کی تقریبات میں (مین اسپیکر) خصوصی خطیب تم ہو گے وہ اور منصور رضا صاحب مجھے موضوعِ سخن بتاتے رہے - پروگرام ختم ہونے سے قبل حاجی حنیف برکاتی وہاں پہنچے، منصور رضا صاحب نے اُن سے متعارف کرایا، نصف شب کے وقت منصور رضا صاحب مجھے حاجی حنیف صاحب کے ہاں لائے -

حاجی حنیف صاحب مارہرہ شریف کی خانقاہ عالیہ برکاتیہ سے وابستہ ہیں، بہت محبت وعقیدت رکھنے والے پُر جوش آدمی ہیں - وہ بتا رہے تھے کہ 1980ء میں وہ ڈربن شہر (جنوبی افریقا) میں میرے والدِ گرامی رحمۃ اللّٰہ علیہ سے ملے تھے، انہیں اس ملاقات کی تمام گفتگو یاد ہے، وہ دُہراتے رہے - وہ ایک کمرے میں لے گئے اور بتایا کہ اس میں کون کون سی ہستیاں آ چکی تھیں، اس کمرے کی الماریوں میں کتنے تبرکات محفوظ ہیں، حاجی حنیف اسمٰعیل برکاتی وہ سب بتا رہے تھے - اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کا نام انہوں نے میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی ایک تقریر سے منتخب کیا تھا - اُن کے چاروں بچے اور بہو، ان دنوں زِم باب وے میں نہیں تھے - منصور رضا صاحب نے انہیں آنے والے مہمانوں کی تفصیل سے آگاہ کیا - حاجی محمد حنیف برکاتی کے مکان کے دو حصے ہیں وہ اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ ایک حصے میں رہائش پذیر ہیں یہ حصہ نئی تعمیر ہے - دوسرے حصے میں زِم باب وے میں عرس رضوی میں آنے والے دوسرے پڑوسی ممالک کے مہمان ٹھہرائے گئے تھے - حاجی صاحب کے گھر میں نبی پاک ﷺ کا موئے مبارک بھی ہے جسے انہوں نے ایک مخصوص کمرے میں ادب سے رکھا ہے - مجھے انہوں نے اپنے رہائشی حصے میں ٹھہرایا تھا -

اگلی صبح جمعہ تھا - مدینہ مسجد میں ہم سب جمع تھے - حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں نے مختصر خطاب انگریزی میں فرمایا اور نمازِ جمعہ کی امامت فرمائی - مدینہ مسجد میں نمازِ جمعہ کے دو فرض ادا کرتے ہی تمام نمازی بلند آواز سے تین مرتبہ صلی اللّٰہ علیک یا رسول اللّٰہ وسلم علیک یا حبیب اللّٰہ پڑھتے ہیں - بارہ برس پہلے سُنی ہوئی اس مسجد کے نمازیوں کی یہ گونج آج پھر سُن کر خوش ہو رہا تھا - دُرود و سلام کا یہ میٹھا پیارا زمزمہ سَمعتوں میں صحیح العقیدہ اہلِ ایمان کو کیسا مربوط رکھتا ہے، فوز و فلاح، امن و آشتی، خیر و برکت اور مغفرت و رحمت کی ہر نوید اس میں ہے - مومن ہونا شرط ہے، پھر دیکھئے دُرود وسلام پڑھنے سُننے سے کیسی راحت و رحمت ملتی ہے - جمعہ کے بعد پھر دو پہر کے طعام کے لئے کسی کے ہاں لے جایا گیا - عرسِ رضوی محمودی میں زِم باب وے کے سُنّی احباب کا یہ باہمی تعاون مجھے اچھا لگا، یوں ان سب کے گھروں میں سارے مہمان بھی جمع ہو جاتے اور اس طرح منتظمین کو سہولت بھی ہوتی رہی - روزانہ صبح و شام کا کھانا مختلف افراد کے ہاں ہوتا رہا - ظہرانے کے بعد حاجی حنیف برکاتی اور سلیمان محمد میپوٹو کے ہمراہ مَیں کوپر (تانبے) کی بنی اشیاء دیکھنے گیا - پہلے سفر میں خالد ڈیسائی ایک بڑی اچھی دکان میں لے گئے تھے - دکان میں جہاں نصاریٰ و ہنود کے لئے ان کی مذہبی علامات پر مشتمل اشیاء رکھی تھیں وہیں قرآنی خطّاطی اور بیت اللّٰہ اور روضۂ رسول اللّٰہ (ﷺ) کی عمارت کے مشابہ نمونے بھی رکھے تھے - غیر مسلم ممالک میں مجھے بعض جگہ اپنی غیرتِ ایمانی کا امتحان کرنا پڑتا ہے - غیروں کے اخباروں میں عریاں تصاویر کے نیچے اسلامی

خبریں اوران اخباروں کا پامال ہونا......غیر مسلموں کو وہ اشیاء فروخت کرتے دیکھنا جنہیں مسلمان بھی بے ادبی سے چھوئیں تو ناگوار گزرے......ٹی شرٹس پر کلمہ طیبہ یا شعائرِ اسلامی کا عکس......حرمین شریفین میں فروخت ہونے والی بیش تر اسلامی اشیاء بھی غیر مسلموں کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں......مدینہ منورہ میں ایک ہندو ''اوبرائے'' کے نام کے ساتھ مدینہ کا لفظ لگا کر ہوٹل موجود ہے......میری فکر، میرا شعور مجھے جھن جھوڑتا ہے......مادیت نے انسان کو رُوحانیت سے کتنا دُور کر دیا ہے......اللہ کریم ہمیں سچا پکا اچھا مسلمان بنائے-

حاجی حنیف صاحب اپنے آفس لے گئے، ہم گھر واپس آئے تو عصر کا وقت ہو چکا تھا- مغرب کے فوراً بعد پھر ایک مکان میں کھانے کے لئے لے جایا گیا، وہاں محترم تبسم عزیزی اور محترم محمد زبیر صاحب مکّی نے نعت شریف سنائی - جناب منصور رضا کو محمد زبیر صاحب مکّی نے مجھ سے بارگاہِ غوثیہ میں استغاثہ کا کلام امداد کُن امداد کُن ......سُننے کے لئے کہا تو انہوں نے فرمائش کر دی- حضرت محدثِ کبیر نے دعا فرمائی- اہلِ خانہ نے بہت پذیرائی کی اور طعام کے بعد پان بھی کھلائے- تمام مہمان وہیں سے مدینہ مسجد پہنچے اور باجماعت نمازِ عشاء ادا کی- عشاء کے بعد عرس شریف کی پہلی نشست شروع ہُوا چاہتی تھی، کچھ لمحے باقی تھے، مَیں گھر آیا تو سلیمان میوٹو آ گئے- منصور رضا صاحب نے کہا تھا وہ مجھے فون کر دیں گے کہ مجھے کب محفل میں پہنچنا ہے؟ فون آ گیا، ہم مدینہ مسجد سے متصل ہال میں پہنچے، اسٹیج پر حضرت محدثِ کبیر اور محترم پیر علی باپو تشریف فرما تھے- کرسیوں پر دیگر مہمان براجمان تھے- ہال میں میرے داخل ہوتے ہی نعرے گونجے- فیروز گراچ صاحب اسٹیج سیکریٹری تھے - ہال میں احادیث و اشعار پر مشتمل رنگ برنگے بینر اطراف کی دیواروں پر آویزاں خوب بہار دے رہے تھے- اُردو اور انگریزی میں عبارات درج تھیں، خواتین کے لئے باپردہ نشست کا اہتمام تھا- جناب تبسم عزیزی اور الحاج محمد زبیر مکّی نے مختصراً ہدیۂ نعت پیش کیا اور انہیں خوب پذیرائی ملی- تبسم عزیزی صاحب اپنا کلام سناتے رہے جب کہ محمد زبیر مکّی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کا کلام سُنایا- فیروز گراچ صاحب نے مجھے خطاب کی دعوت دی اور مختصراً میرا تعارف کروایا، میری تصانیف کا ذکر کیا- مجھے تقریر کے لئے نصف گھنٹے کا وقت دیا گیا تھا، مَیں نے تقریر شروع کی، انگریزی میں کچھ اُردو مِلا کر صاحبِ عرس کی دِینی علمی خدمات اور شانِ مجدّدیت کا ذکر اور مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی حقانیت کا بیان مجھ سے تمام سامعین نے بہت شوق اور وارفتگی سے سُنا، نعروں کی گونج نہیں تھم رہی تھی، مَیں مقررہ وقت میں گفتگو مکمل کرنے لگا تو کہا گیا کہ بیان جاری رکھا جائے، وقت کی قید ختم کر دی گئی- ایک گھنٹا گزر گیا مجھے احساس تھا کہ ابھی محدثِ کبیر اور حضرت تاج الشریعہ کا بیان ہونا ہے، سامعین پورے انہماک سے مجھے سُن رہے تھے مگر مَیں نے اپنی تقریر روک دی- تقریر ختم ہوئی تو سامعین کی بڑی تعداد ہال سے یوں چلی گئی جیسے پروگرام ختم ہو گیا ہو- حضرت محدثِ کبیر مولانا ضیاءالمصطفی اعظمی کا اعلان ہُوا، وہ حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے فرزند ہیں، ہر سال زِم باب وے میں منعقد ہونے والے عرسِ رضوی محمودی میں حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ شرکت فرماتے ہیں- حضرت نے پچاس منٹ تک بہت عمدہ بیان فرمایا، بیان کے آغاز میں حضرت محدثِ کبیر نے میری تقریر کو بہت سراہا اور اسے حاصلِ جلسہ قرار دیا- اُن کے خطاب کے دوران حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں تشریف لے آئے- حضرت محدثِ کبیر کے بعد الحاج محمد زبیر صاحب مکّی نے نعت و

مناقب پیش کیں - حضرت محدثِ کبیر کی فرمائش پر حضرت تاج الشریعہ نے نہایت خوش الحانی سے اپنا کلام سُنایا اور دُرود و سلام پر یہ محفل اختتام پذیر ہوئی - اس محفل کے دوران جنوبی افریقا سے مولانا عبدالنبی حمیدی، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی اور حافظ احمد شمیم صاحب بھی زِم باب وے پہنچ کر عرس شریف میں شریک ہوئے - پروگرام کے بعد حاضرین کے لئے سموسے، پیسٹریز، بسکٹ اور چائے وغیرہ کا اہتمام تھا، احباب نے مجھے گھیر رکھا تھا، ہر کوئی اپنے الفاظ میں والہانہ اظہار کر رہا تھا، فیروز گراچ نے کہا کہ تم نے آ کر ہمارے پروگرام کو کامیاب بنادیا -

حاجی حنیف برکاتی کی اہلیہ محترمہ نے اس وقت بڑی عقیدت سے ہمارے لئے گھر میں پیزا اور سموسے تیار کیے - منصور رضا، محمد زبیر ملّی اور حافظ شمیم صاحبان بھی آ گئے، اس مختصر طعام سے اس وقت سبھی لطف اندوز ہوئے - مجھے کہا گیا کہ کل عرس شریف کی آخری نشست ہے، پرسوں صرف ختم شریف ہوگا، کل رات تمہیں سب سے زیادہ وقت دینے کے لئے تمام شرکاء کا اصرار ہے - مَیں نے عرض کی کہ اتنے بہت سے مہمان آئے ہیں ان سب کو وقت نہ دینا ہرگز درست نہ ہوگا، سبھی اپنی توجیہات کہتے رہے، رات کا پچھلا پہر ہوگیا تھا - ہفتے کے دن ظہر کے بعد پھر ایک مکان میں طعام کے لئے لے جایا گیا، وہاں سے واپسی پر سلیمان محمد میوٹو کے ہاں گئے اور پاکستان ہائی کمشن (سفارت خانے) کے جناب سید اصغر علی شاہ صاحب نے عصر کے بعد اپنے ہاں مدعو کیا تھا، وہ عرس شریف کی ہر تقریب میں اپنے فرزندان کے ساتھ شریک ہوتے رہے تھے، وہ پنج وقتہ نماز باجماعت مدینہ مسجد میں ادا کرتے ہیں اور مذہبی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں - مختلف ممالک میں وہ خدمات انجام دے چکے ہیں، وہ بہت محبت سے ملے - مغرب کے بعد پھر ایک مکان میں دعوتِ طعام تھی - یہاں مولانا عبدالحمید پامر سے گفتگو رہی، وہ ڈربن میں برسوں پہلے ملے تھے - طعام کے بعد مدینہ مسجد کے امام صاحب کے ساتھ پاپیادہ (پیدل) مسجد گیا، اُن سے کہا کہ یہاں پیدل چلنے کا رواج ہی نہیں، تحفظ کے لئے مختصر ترین سفر بھی موٹر کار پر کیا جاتا ہے - راستے میں اُن سے عرض کی کہ وہ مسجد میں امامت کرتے ہوئے عمامہ شریف کا اہتمام رکھا کریں، صرف ٹوپی پہن کر امامت کی عادت نہ ڈالیں، انہوں نے کشادہ دلی سے اس بات کو قبول کیا، مَیں نے اُن کا شکریہ ادا کیا - عشاء کے بعد عرس شریف کی مرکزی آخری نشست خطابات کے حوالے سے شروع ہوئی - آج اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی انجام دے رہے تھے جو دارالعلوم پری ٹوریا (جنوبی افریقا) کے ڈپٹی پرنسپل بھی ہیں - اُردو، انگریزی اور پشتو عمدگی سے بولتے ہیں -

مولانا عبدالنبی حمیدی کا بیان ہو چکا تھا - حافظ شمیم احمد، مولانا عبدالحمید پامر اور جناب تبسم عزیزی ہدیہ نعت پیش کر چکے تھے - حضرت محدثِ کبیر اور محترم پیر علی باپو اور دیگر تمام مہمان اسٹیج پر رونق افروز تھے - آج ہفتے کی رات تھی، صبح اتوار کو ہفتہ وار تعطیل کی وجہ سے مقامی افراد کا ہجوم زیادہ تھا - گیارہ بجنے میں کچھ منٹ باقی تھے کہ مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی نے مجھے خطاب کی دعوت دی، نوجوان طبقہ آج خاصی تعداد میں موجود تھا انہیں انگریزی میں گفتگو سمجھ آتی ہے وہ اُردو سے نابلد ہیں - میری تقریر آج مسلکِ حق کے تعارف کے موضوع پر تھی، سامعین میں جوش وخروش دیدنی تھا - اصرار کے باوجود مَیں نے زیادہ وقت نہیں لیا صرف 35 منٹ خطاب کیا - تقریر ختم ہوئی تو ہال تقریباً خالی ہوگیا، صرف چند افراد رہ گئے - حضرت محدثِ کبیر نے بھی آج مسلک کی حقانیت کے حوالے سے خطاب فرمایا - ان کے خطاب کے درمیان حضرت تاج الشریعہ تشریف

لائے- رات کے سَوا بارہ کا ٹائم تھا، امتیاز رضا صاحب نے مجھے کہا کہ لوگوں کا تمہارے لئے بہت اصرار ہے وہ تمہیں سُننا چاہتے ہیں، صبح اتوار کو ختم شریف کی محفل میں ہم صرف تمہارا خطاب رکھ رہے ہیں، وہ میری اجازت چاہ رہے تھے، اُن کا کہنا تھا کہ ہم ابھی اعلان کرنا چاہتے ہیں- کچھ ہی لمحے گزرے کہ محترم محمد زبیر مکّی صاحب آئے اور کہا کہ کل اتوار کو دوپہر عرس کی تقریبات مکمل ہو جائیں گی، شرکاء چاہتے ہیں کہ اتوار کو مغرب تا عشاء مدینہ مسجد میں صرف تمہارا خطاب ہو- انہیں بتایا کہ امتیاز صاحب پہلے ہی کل صبح کے لئے بات کر چکے ہیں، زبیر مکّی صاحب کا کہنا تھا کہ شام کی نشست ہی صحیح ہوگی، صبح کا خطاب مشکل ہی ہوگا کیوں کہ سبھی کھانے کے انتظام میں مشغول ہوں گے- اس اثناء میں تمام مہمانوں، سُنّی تنظیموں، اداروں کو عرس شریف کا ایک طغریٰ فریم شدہ بطورِ یادگار دیا گیا- میری کتاب ''دیوبند سے بریلی (حقائق)'' انگریزی واُردو میں تقسیم کی گئی، حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں نے اپنے ہاتھوں پہلا نسخہ عطا کیا- حضرت تاج الشریعہ نے اپنا انگریزی میں لکھا ہُوا مقالہ پڑھا- الحاج محمد زبیر مکّی نے نعت ومناقب پیش کِیں اور پھر صلوۃ وسلام پڑھا- رات کے دو بج چکے تھے- محفل کے بعد مَیں حضرت ازہری میاں قبلہ سے ملاقات کے لئے اُن کی قیام گاہ پر گیا- کچھ کتابیں انہیں پیش کِیں اور کچھ اُمور پر گفتگو کی، حاجی حنیف برکاتی اور الحاج محمد زبیر مکّی بھی موجود تھے- حضرت تاج الشریعہ نے فرمایا تم بہت اچھا کام کر رہے ہو، مَیں بہت خوش ہُوا ہوں، حضرت نے دعائیں دیں- اتوار کو ظہر کی نماز مدینہ مسجد میں حضرت تاج الشریعہ نے پڑھائی- نماز کے بعد انہوں نے اپنا نعتیہ کلام ترنم سے پڑھا جسے بہت پسند کیا گیا- ہال میں بہت ہجوم تھا، ختم شریف ودعا کے بعد تمام شرکاء نے تبرک تناول کِیا- خواتین نے اس طعام کی تیاری میں بہت محنت کی تھی- ہال ہی میں سہ پہر ہوگئی- حاجی حنیف صاحب ہال سے مجھے فاتحہ خوانی کے لئے قبرستان لے گئے، وہاں سے واپس آئے تو حاجی حنیف برکاتی کے ہاں مجھ سے ملنے بہت لوگ آئے- مغرب کی نماز مدینہ مسجد میں ادا کی گئی- فیروز کَراچ صاحب نے الحاج محمد زبیر مکّی صاحب کو نعت شریف سُنانے کی دعوت دی اور اس کے بعد میرا خطاب ہُوا، خطاب کے بعد سوال وجواب کے لئے وقت دیا گیا نوجوانوں کی خاصی تعداد جمع تھی، سبھی نے بہت شوق سے سُنا- تقریب کا اختتام صلوۃ وسلام اور دعا پر ہُوا- منصور رضا صاحب کے بہنوئی مغیث صاحب کے ہاں آج عشائیہ تھا- انہوں نے باربی کیو ڈنر کا پُر تکلف اور عمدہ اہتمام کیا ہُوا تھا، حضرت تاج الشریعہ نے بھی اگلی صبح پِیر کو واپس روانہ ہونا تھا اور میری بھی جنوبی افریقا واپسی تھی- حضرت سے وہیں الوداعی ملاقات کی-

اس رات حاجی حنیف صاحب شب بھر میرے ساتھ جاگتے رہے، وہ تمام رات اپنے مشائخ کی اور دِینی باتیں کرتے رہے- مارہرہ شریف فون پر انہوں نے حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب سے بات کی تو حضرت امین ملت نے میرے لئے بہت کلماتِ تحسین اور سلام فرمایا، حاجی صاحب بہت خوش تھے- فجر کی نماز ہم نے باجماعت اس کمرے میں ادا کی جہاں میرے نبی پاک ﷺ کا موئے مبارک رکھا ہُوا تھا- فجر ادا کرنے کے بعد کچھ دیر آرام کِیا اور گیارہ بجے کے بعد ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے- ایئرپورٹ روانگی سے قبل مارہرہ شریف کے حضرت سید نجیب میاں صاحب سے فون پر بات ہوئی- حاجی حنیف برکاتی اپنے مشائخِ کرام کے دیوانے ہیں، اپنے پِیر گھرانے کے ہر فرد سے ان کا رابطہ رہتا ہے- حاجی حنیف صاحب بہت پُر جوش نعرے لگاتے ہیں، ''غوث کا دامن......نہیں چھوڑیں گے'' کا نعرہ لگاتے ہوئے ان کی عقیدت ان

کی آواز میں جوش دِکھاتی ہے-سلیمان محمد مپوٹو بھی ایئرپورٹ جاتے ہوئے ہمراہ ہوگئے- یہاں کچھ راستے ایسے ہیں کہ ان پر ڈاکو یلغار کردیتے ہیں- حاجی حنیف صاحب ان راستوں سے احتراز کرتے ہوئے ایئرپورٹ پہنچے تو وہاں زِم باب وے کے احباب کثیر تعداد میں موجود تھے- حضرت تاج الشریعہ بھی روانہ ہورہے تھے- حضرت مجھے دیکھ کے کھڑے ہوگئے اور بہت محبت سے ملے- کئی احباب مجھ سے گلے مل کر رو پڑے، وہ کہتے رہے کہ دوبارہ پھر آنا، سبھی سے معانقہ و مصافحہ کے بعد ڈیپارچر لاؤنج میں آیا- الحاج محمد زبیر مکّی صاحب بھی اسی پرواز سے جنوبی افریقا جارہے تھے اُن کے ساتھ یہ پہلا فضائی سفر تھا- پرواز کا دَورانیہ زیادہ نہیں تھا تاہم تمام راستے دِین و مسلک ہی کی باتیں ہوتی رہیں- جوہانس برگ ایئرپورٹ سے مجھے ''سلطان باہو سینٹر'' جانا تھا، مولانا عبدالنبی حمیدی سے وعدہ ہوچکا تھا- پیر سعید علی احمد صاحب چوپ دات کا سلسلۂ ارادت حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز سے وابستہ ہے، میری ان سے پہلی ملاقات 1989ء میں جوہانس برگ میں ہوئی تھی، ان کے گھر میں ایک محفل سے خطاب کِیا تھا اور انہیں سلسلۂ عالیہ قادریہ کی خلافت بھی دی تھی- اس وقت سے میرا اُن سے مطالبہ تھا کہ وہ جوہانس برگ میں مسجد تعمیر کریں تاکہ وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنّت و جماعت کا مرکز ہو- پیر چوپ دات صاحب سے اس کے بعد بھی ملاقاتیں رہیں - کچھ برس پہلے مجھے معلوم ہُوا تھا کہ مولانا عبدالنبی حمیدی کا رابطہ پیر صاحب سے ہوگیا ہے اور مسجد تعمیر ہورہی ہے-مَیں اب تک یہ مسجد نہ دیکھ سکا تھا-

ایئرپورٹ سے سلطان باہو سینٹر پہنچا-خوش نما عمارت دُور ہی سے پُرشکوہ نظر آئی - جوہانس برگ کا شہر ''گینگسٹر پیراڈائز'' (لٹیروں کی جنت) مشہور ہوگیا ہے، دن دہاڑے وہاں بعض علاقوں میں لُوٹ مار عام ہے اور شام کو اندھیرا ہوتے ہی یہ سلسلہ زیادہ ہوجاتا ہے- پیر صاحب نے عمارت کے اطراف سیکیورٹی (تحفظ) کا اہتمام رکھا ہے- استقبالیہ کاؤنٹر پر جانے سے پہلے مرکزی دروازے پر محافظ نے ہمارے نام درج کیے، اندر گئے تو طرزِ تعمیر اور آرائش نے بہت متاثر کِیا- پیر صاحب کو انٹرکام پر ہماری آمد کی اطلاع کی گئی، وہ کاؤنٹر ہی پر آگئے اور بہت محبت و تپاک سے ملے- مولانا حمیدی بھی اس دوران آگئے- مولانا عبدالنبی حمیدی کا تعلق ضلع بہاول نگر کے شہر چشتیاں شریف سے ہے- وہ ملتان کے صوفی بزرگ حضرت حسین بخش کے فرزند پیر حمید بخش صاحب کی نسبت سے حمیدی کہلاتے ہیں- میری اُن سے پہلی ملاقات پیٹ رٹیف میں ہوئی تھی، اُن دنوں مولانا حمیدی نیوکاسل شہر میں ہوتے تھے- مجھے مولانا حمیدی نے پہلی ملاقات میں بتایا تھا کہ میری کتاب ''سفید وسیاہ'' کے انگریزی ترجمے کو پڑھ کر تیس طلبہ اپنے اساتذہ کے پاس گئے اور اس کتاب کے مندرجات کا جواب مانگا استادوں نے اُن کو مایوس کِیا تو وہ طلبہ دیوبندی مکتبِ فِکر سے تائب ہوگئے- پیر صاحب اور مولانا حمیدی نے چھ ملین رَین کی لاگت سے تیار کی ہوئی عمارت دِکھائی- (کچھ ماہ پہلے جنوبی افریقا میں ایک امریکی ڈالر کے بدل میں چھ رَین ملتے تھے اب گیارہ رَین ملتے ہیں) یہاں طبّی، قانونی مشورت کا بھی ہفتے میں دو دن اہتمام ہوتا ہے- طلبہ و طالبات اور یتیم و نادار بچوں بچیوں کی کفالت کا شعبہ بھی ہے اور تعلیم و تربیت کا شعبہ مولانا حمیدی کی نگرانی میں ہے- اس عمارت میں ایک عمدہ ہال اور چھوٹی سی مگر شان دار مسجد بھی ہے- مسجد کی راہ داری کے ستونوں پر ائمہ شریعت و طریقت کے اسمائے گرامی کندہ ہیں- ایک ستون پر اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کا اسمِ گرامی بھی ہے- اس عمارت میں مسجد کی بالائی چھت کے دونوں طرف گیلری میں عمدہ لائبریری ہے-

ایک حصہ صرف انگریزی کتب اور دوسرا عربی، فارسی اور اُردو کتب کا ہے- میری معلومات کے مطابق جنوبی افریقا کے کسی سُنّی مدرسے میں اب تک اتنی کتابیں نہیں جتنی پیر چوپ دات صاحب کے بنائے ہوئے اس سینٹر میں ہیں- عصر کی نماز وہیں مسجد میں ادا کی- مولانا حمیدی اور پیر صاحب نے بتایا کہ جمعہ کے دن تقریباً بارہ سو نمازی مسجد اور ہال میں جمع ہو کر نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں- پیر صاحب اور مولانا حمیدی کا اصرار تھا کہ اسی سفر میں ایک شب خطاب کے لئے اس سینٹر میں ضرور وقت دوں- لیڈی اسمتھ کے حافظ شمیم احمد اور شبیر خان بھی اس دوران اس سینٹر میں پہنچے- مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی مجھے لینے پہنچ گئے تھے- مَیں ان کے ہمراہ لوڈیم چلا آیا- حاجی ابراہیم کریم صاحب میرے منتظر تھے- ارادہ تھا کہ اگلے دن صرف آرام کروں گا لیکن صبح ہوتے ہی الحاج محمد زبیر مکّی نے فون کر دیا کہ وہ آج لیڈی اسمتھ جارہے ہیں، آج رات وہاں پروگرام ہے اور مجھے اُن کے ساتھ جانا ہوگا- حاجی ہارون تار سے گزشتہ برس مدینہ منورہ میں بھی ملاقات رہی تھی، تار فیملی میں وہ راسخ العقیدہ سُنّی بریلوی ہیں اور لیڈی اسمتھ میں مقیم ہیں، انہوں نے بھی اصرار کیا، عرض کی کہ کسی اور دن آجاؤں گا، آج سفر کی تاب نہیں ہے لیکن الحاج زبیر مکّی نے شاید عہد کر لیا تھا کہ مجھے ساتھ ہی لے جائیں گے اور انہوں نے میری ایک نہ سُنی، ظہر کے بعد وہ آئے اور مجھے چلنے کو کہا، تقریباً پانچ گھنٹے کی مسافت تھی، پونے چار بجے روانہ ہوئے، الحاج محمد زبیر صاحب مکّی نے خود گاڑی چلائی، اُن کے دوست الطاف صاحب بھی ساتھ تھے، عصر اور مغرب کی نمازیں ہم نے راستے میں ادا کیں، راستے میں کلامِ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے بڑی پُرلطف گفتگو رہی- زبیر مکّی صاحب کے پاس موبائل فون تھا، انہوں نے ہارون تار صاحب کو بتایا کہ کوکب بھی ساتھ ہے، وہ بہت خوش ہوئے- اسی روز یہ خبر بھی ملی کہ بھارت میں رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری کا وِصال ہوگیا ہے، اناللّٰہ وانا الیہ راجعون، اکابر ہستیاں یکے بعد دیگرے رخصت ہوتی جارہی ہیں، حضرت کی تحریری خدمات کا ہر کوئی معترف ہے- اللّٰہ کریم اُن کے درجات بلند فرمائے-

ہم لیڈی اسمتھ شہر پہنچے تو نمازی عشاء کی نماز ادا کر چکے تھے- ہم سیدھا ''دارالعلوم قادریہ غریب نواز'' پہنچے تھے- حضرت مولانا سید محمد علیم الدین مصباحی اور حاجی ہارون تار ہمارے منتظر تھے- مولانا سید محمد علیم الدین مصباحی سے بھی میری پہلی ملاقات پیٖٹ رٹیف میں ہوئی تھی، 1991ء کی بات ہے- وہ حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی، علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اور مولانا یاسین اختر مصباحی کے تلامذہ میں سے ہیں- 1992ء سے لیڈی اسمتھ شہر میں خدمات انجام دے رہے ہیں- 1997ء میں انہوں نے لیڈی اسمتھ شہر میں ''دارالعلوم قادریہ غریب نواز'' کی بنیاد رکھی- لیڈی اسمتھ شہر میں جس سڑک پر یہ دارالعلوم ہے اس کا نام ''لاہور روڈ'' ہے- دو ہزار چار سو میٹر پر دو منزلہ عمارت چار ملین رَین میں مکمل ہوئی- گزشتہ برس اس کی مرکزی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی- اس عمارت میں تدریسی و رہائشی کمرے ہیں- 16 کمرے تدریس کے لئے اور تیس کمرے طلبہ کی رہائش کے لئے ہیں- مطبخ اور طعام گاہ ہے، مہمانوں کے لئے دو کمرے ہیں اور ایک ہال ہے جو نماز اور تقریبات کے لئے ہے- حاجی ہارون تار نے مجھے یہ سب دِکھائے- وقت کم تھا، الحاج محمد زبیر مکّی صاحب نے ثناخوانی شروع کر دی تھی، وضو کر کے مَیں بھی شریکِ محفل ہوگیا- آج کی یہ تقریب بھی عرسِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عنوان سے تھی- الحاج محمد زبیر مکّی کا تعارف حافظ شمیم احمد صاحب نے کروایا تھا، وہ جب اس علاقے میں آئے تھے تو چھریرے بدن کے نوعمر

لڑکے تھے اور انگریزی نہیں جانتے تھے مگر آج بڑی روانی سے خوب انگریزی بول رہے تھے، وہ خوش الحان نعت خواں ہیں اور اب ماشاءاللہ چار پانچ بچوں کے باپ ہیں، ان سے بھی پہلی ملاقات پیٖٹ رٹیف میں منصور فیملی کی طرف سے منعقدہ سالانہ محافلِ میلاد میں ہوئی تھی - الحاج محمد زبیر مکّی کلامِ اعلیٰ حضرت سُناتے ہوئے بعض اشعار کا اُردو اور انگریزی میں مفہوم بھی بتارہے تھے، کسی کی فرمائش پر انہوں نے پنجابی زبان میں بھی ایک نعت شریف سُنائی - ان کے بعد حضرت مولانا مصباحی نے میرا تعارف کرواتے ہوئے میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی بالخصوص جنوبی افریقا میں خدمات کا خوب تذکرہ کیا اور اعتراف کیا کہ اس خطّے میں مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی صحیح پہچان فاضلِ جلیل عالمِ کبیر حضرت خطیبِ اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے کروائی، ان کا نام آج بھی وہاں آنے والے علماء ومشائخ میں سرِفہرست ہے - مجھے جو موضوع دیا گیا تھا انگریزی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹا مَیں نے بیان کیا - سامعین نے بہت محبت اور جوش وجذبے سے پذیرائی کی -

لیڈی اسمتھ شہر میں میرا یہ تیسرا خطاب تھا - برسوں پہلے مَیں یہاں کی مشہور ''صوفی مسجد'' میں نمازِ جمعہ میں اور ایک شب میں خطاب کرچکا تھا - لیڈی اسمتھ شہر میں میرے دوست ڈاکٹر ایف اے خاں مقیم ہیں - 1977ء میں وہ بھارت کے سفر میں کچھ دن میرے رفیقِ سفر رہے تھے - اُن کی اہلیہ نے کراچی کے ڈاؤ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس پاس کیا تھا - ڈاکٹر فیصل خان کے والدِ محترم کو دیکھنے والے کہا کرتے تھے کہ وہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری رحمۃ اللّٰہ علیہ سے مشابہ ہیں - ڈاکٹر فیصل خان کے بھائی ڈاکٹر جی ایم خان کا کہنا تھا کہ میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی ایک کرامت دیکھنے سے اُن کی زندگی میں ایمانی رُوحانی انقلاب آیا - وہ کرامت حضرت مفتی غلام سرور صاحب قادری نے تحریر کی اور کتاب ''خطیبِ پاکستان (اپنے معاصرین کی نظر میں)'' ان کی وہ تحریر شامل ہے - یہ دونوں ڈاکٹرز آج شب محفل میں شریک نہیں ہوئے اس کی وجہ مجھے بعد میں معلوم ہوئی - لیڈی اسمتھ شہر میں ایک شخص وجہِ نزاع ہوگیا ہے، یہ دونوں ڈاکٹرز اس شخص کے حامی تھے جب کہ باقی تمام سُنّی اس شخص کو کسی طرح نہیں چاہتے - حاجی ہارون تار اور مولانا مصباحی سے بھی ان ڈاکٹرز صاحبان کا یہی تنازع تھا -

محفل کے اختتام پر حاجی ہارون تار کے ہاں پُرتکلف کھانے کا اہتمام تھا - ہارون تار کی اہلیہ نے بہت محبت وعقیدت سے کھانا پکایا تھا - ہمیں اس وقت بھوک بھی خاصی لگی تھی، اس کھانے کو ہم نے بہت شوق سے خوب کھایا - حاجی ہارون تار علماء مشائخ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں، پاک وہند سے جنوبی افریقا جانے والے اکابر علماء ومشائخ ان کے ہاں قیام کرچکے ہیں - کھانے کے بعد رات کے تین بجے تک مولانا مصباحی، ان کے دارالعلوم کے اساتذہ، حاجی ہارون تار، حافظ شمیم احمد صاحب اور شبیر خان کے ساتھ وہاں کے مسائل پر گفتگو رہی - کچھ دیر مَیں وہاں خطّاطی کرتا رہا، فجر کے بعد بھی دیر تک نیند نہیں آئی - الحاج محمد زبیر مکّی اسی شام وطن واپسی کا ارادہ رکھتے تھے وہ دن چڑھتے ہی وہاں سے روانہ ہوگئے - ان کے جاتے ہی مولانا مصباحی آگئے اس دوران جنوبی افریقا میں میرے ابتدائی میزبان ہاشم یوسف منصور اپنے داماد فیصل منصور کے ساتھ مجھے لینے پیٖٹ رٹیف سے پہنچ گئے - ہاشم منصور سے 1976ء میں ابتدائی تعارف بھی میرے والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا اسی شہر لیڈی اسمتھ میں ہُوا تھا - آج یکم مئی کی وجہ سے مزدوروں کے عالمی دن کی چُھٹی تھی - مفتی غلام سرور صاحب سے لاہور فون پر بات

ہوئی، ان کے صوبائی وزیر ہونے کا علم ہُوا- لیڈی اسمتھ شہر میں مقیم ڈاکٹر جی ایم خان انہی کے مرید ہیں- مفتی صاحب کو احوالِ واقعی سے آگاہ کِیا اور عرض کی کہ وہ اپنے وابستگان کو نزاع سے بچائیں- مَیں کچھ دیر کے لئے ڈاکٹر فیصل خان کے ہاں گیا، ان کے بچے جوان ہو چکے ہیں- ڈاکٹر فیصل کو مَیں نے کچھ مفید مشورے دیئے تاکہ وہ متنازع نہ رہیں، ان سے مل کر مَیں پیٹ رٹیف کے لئے روانہ ہو گیا جہاں تین دن میرا قیام رہا- وہاں روز ہی احباب کا ہجوم رہتا اور سوال و جواب اور وعظ و نصیحت کی نشستیں ہوتی رہیں- ڈاکٹر احمد دیدات کے بھتیجے ڈاکٹر محمد دیدات ہر نشست میں شامل رہے وہ بتا رہے تھے کہ ڈاکٹر احمد دیدات مسلسل شدید بیماری میں اب صرف آنکھوں سے بھی سوالوں کے جواب دے رہے ہیں- چوتھے دن حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی مجھے لینے آ گئے، ان سے وعدہ تھا کہ دارالعلوم پری ٹوریا کے لئے ضرور وقت دوں گا- آج رات انہوں نے مسجد سیدنا غوثِ اعظم (رضی اللّٰہ عنہ) میں میرا خطاب رکھا تھا اور موضوع مسلمانوں کی فلسطین، کشمیر، گجرات وغیرہ میں موجودہ حالت تھی- ہم لوڈیم پہنچے تو عشاء کی جماعت تیار تھی- نماز کے بعد دارالعلوم پری ٹوریا کے طالبِ علم قاری رجب نے نہایت عمدہ لحن میں تلاوت کی- ایک طالب علم نے نعت شریف سُنائی-

دارالعلوم پری ٹوریا گزشتہ چودہ برس سے اس خطے میں علم کی روشنی پھیلا رہا ہے- ایک کمرے سے شروع ہونے والا یہ دارالعلوم اِس وقت جنوبی افریکا میں اہلِ سنّت و جماعت کی سب سے بڑی اور مرکزی درس گاہ ہے- یہاں سے تحصیلِ علم کرنے والے متعدد طلبہ یورپی اور امریکی ممالک میں تدریس و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں- جنوبی افریکا میں موجود سُنّی درس گاہوں میں دارالعلوم پری ٹوریا کا نام اور کام ہر طرح نمایاں ہے- دو مرتبہ اس کے سالانہ جلسوں میں شریک ہو چکا ہوں اور اس کی بنیاد سے اس میں معاون رہا ہوں- حاجی ابراہیم کریم قادری کو اس دارالعلوم سے ہر طرح تعاون پر مَیں نے ہی راغب کیا تھا، میرے ہی کہنے پر انہوں نے مسجد سیدنا غوثِ اعظم (رضی اللّٰہ عنہ) تعمیر کی اور حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی کے سپرد کی- حضرت مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب صدق و اخلاص اور بہت ایثار کے ساتھ اَن تھک محنت کر رہے ہیں- اسی دارالعلوم کے زیر اہتمام تفسیر نور العرفان کا مکمل انگریزی ترجمہ تین جلدوں میں شائع ہُوا ہے، اہم موضوعات پر کئی رسائل بھی حضرت مفتی صاحب نے شائع کئے ہیں-

مسجد سیدنا غوثِ اعظم (رضی اللّٰہ عنہ) بھری ہوئی تھی، سیڑھیوں تک میں لوگ کھڑے ہوئے تھے- دو گھنٹے تک میرے انگریزی خطاب کو لوگوں نے بہت دلچسپی سے سُنا- اس تقریر میں امریکا میں ہونے والے سانحے اور افغانستان پر امریکی یلغار اور یہود و نصارٰی کی سازشوں کے حوالے سے مَیں نے تفصیلی گفتگو کی اور بتایا کہ اب مسلمانوں کو اپنی بقاء، تحفظ اور عزت و عظمت کے لئے کیا کرنا ہے- اُن دنوں جنوبی افریکا میں یہ خبر عام تھی کہ کوکا کولا پروڈکٹس کی چار دن کی سیل کی تمام رقم اسرائیل بھیجی جائے گی- اس سے تمام مسلمانوں کو اندازہ کرنا چاہیئے کہ غیر مسلم مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی تمام توانائیاں استعمال کر رہے ہیں- نوجوانوں کی بڑی تعداد جلسے میں شریک تھی اور میری باتیں بڑی توجہ سے وہ سب سُن رہے تھے- قُرب و جوار کے علاقوں سے علمائے اہلِ سنّت بھی تشریف لائے تھے- مولانا عبدالنبی حمیدی بھی موجود تھے- انہوں نے اگلے دن عشاء کے بعد سلطان باہو سینٹر میں میرے خطاب کا اعلان کِیا- جوہانس برگ سے ڈاکٹر عبداللّٰہ منصور اور حاجی عبدالحق منصور

بھی آئے - جلسے کے اختتام پر دارالعلوم پری ٹوریا کے لئے مزید حاصل کی جانے والی ایک اور عمارت دیکھی - حضرت مفتی صاحب کی اہلیہ وہاں خواتین میں تدریس وتبلیغ کا بڑا کام کررہی ہیں اور بہت مقبول ہیں - مجھے اُن کی خدمات کی تفصیل جان کر بہت خوشی ہوئی - الحاج محمد سعداللہ صاحب کی جواں سال بیٹی بیوہ ہوگئی تھیں، اُن کے داماد گزشتہ برس ایک حادثے میں شہید ہوگئے تھے، ان سے مل کر فاتحہ خوانی کی - مفتی صاحب نے طعام کا اہتمام اپنے گھر میں کیا تھا - طعام کے بعد دارالعلوم اور لوڈیم میں اہلِ سنّت کے احوال ومسائل پر دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا - اگلی صبح مجھے جدہ روانگی کے لئے اپنی نشست محفوظ کروانے کا کام کرنا تھا اور جوہانس برگ میں ایک بک شاپ دیکھنی تھی -

جوہانس برگ جنوبی افریقا کا سب سے بڑا شہر ہے - طویل فاصلوں اور بڑی عمارتوں کی اس شہر میں بہتات ہے، کشادہ سڑکوں کے باوجود ٹریفک ایک بڑا مسئلہ ہے، پبلک ٹرانس پورٹ بہت نہیں ہے، اتنی بہت کاریں ہیں کہ کچھ نہ پوچھئے، یہاں زندگی بہت مہنگی اور انسانی جان بہت ارزاں ہوگئی ہے - مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی میرے ساتھ تھے - اپنے دونوں کام نمٹا کے ہم عصر کے بعد واپس لوڈیم آئے اور مغرب کے بعد پھر جوہانس برگ راونہ ہوگئے - سلطان باہو سینٹر میں عشاء کی نماز ادا کی - مولانا عبدالنبی حمیدی نے میرا تعارف کروایا اور خطاب کی دعوت دی - تصوف اور عقیدے کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹا میری تقریر ہوئی، اس اجتماع میں بہت سے احباب وہ تھے جو کئی برس بعد مجھے ملے تھے - پیر چوپ دات صاحب کی دعا پر جلسہ ختم ہُوا تو سینٹر کے قریب ہی مقیم پاکستانی افراد کے ہاں لے جایا گیا، یہ لوگ کراچی کے رہنے والے ہیں مگر برسوں سے بیرونِ ملک مقیم ہیں اور اب کچھ عرصے سے جوہانس برگ میں ہیں، انھوں نے عقیدت ومحبت سے بہت پذیرائی کی - میرے میزبان منصور فیملی کے بہت سے افراد بھی آج کے جلسے میں شریک ہوئے تھے، یہ سب بھی جوہانس برگ میں کام کرتے ہیں - اگلا دن ان سب کے گھروں میں ملاقات میں گزرا - جمعرات کو دارالعلوم پری ٹوریا کے ارکان کے ساتھ اہم مسائل ومعاملات پر گفتگو کے لئے مخصوص تھا، مَیں اسی شام روانہ ہونا چاہتا تھا لیکن حاجی ابراہیم کریم قادری کی خواہش تھی کہ جمعہ کی نماز جمعہ مسجد لوڈیم میں پڑھا کے جاؤں - یہ اس علاقے کی سب سے بڑی مسجد ہے اور گزشتہ پندرہ برس سے یہاں متعدد مرتبہ آچکا ہوں، استقبالِ ماہِ میلاد شریف کے موضوع پر جمعہ کے دن مختصر خطاب ہُوا - نمازِ جمعہ کے بعد مولانا قاری احمد رضا صاحب تشریف لائے اور دو گھنٹے اُن سے مختلف اُمور پر گفتگو ہوئی - حاجی عبدالستار بھیڈیا اصرار کررہے تھے کہ دو دن اور ٹھہر جاؤں، حضرت پیر محمد قاسم اشرفی اور اُن کے فرزند مولانا محمد محسن اشرفی چاہتے تھے کہ دو دن کے لئے کیپ ٹاؤن آؤں، ادھر مولانا محمد بانا صاحب شفیعی قادری ڈربن شہر کے لئے وقت چاہتے تھے لیکن ان سب سے معذرت کی اور کہا کہ مَیں صرف احباب سے ملنے آیا تھا، ان شاء اللہ پھر جب کبھی آیا تو ان سب کو وقت دوں گا -

جوہانس ایئرپورٹ پر مجھے الوداع کہنے ایک ہجوم جمع تھا - حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب تو اتنی پذیرائی کرتے ہیں کہ شرمندہ کردیتے ہیں - ان سب سے دعائیں لیتا ہُوا میں جمعہ 10 مئی کو شام براستہ دبئی جدہ کے لئے روانہ ہُوا - جنوبی افریقا میں سخت سردی تھی - دبئی پہنچا تو گرمی کی تمازت علی الصبح بھی جُھلسا رہی تھی، سارا دن دبئی گزار کے شام کو جدہ کے لئے روانہ ہُوا اور اتوار کی صبح بفضلہٖ تعالیٰ مدینہ منورہ حاضری ہوئی - اس جنّتِ ارضی پر آکر نہ تو تھکن یاد رہی نہ کوئی اور اُلجھن،

سبز گنبد شریف کی دید نگاہوں کی عید تھی - دنیا میں یہ مقدس و مبارک حرم شریف نہ ہوتا تو ہم عصیاں آلودہ کہاں قرار پاتے - خود کو دیکھتا ہوں تو اس عظیم بارگاہ کے لائق خود کو نہیں پاتا، اپنے کریم و رحیم آقا ﷺ کے کرم کو سوچتا ہوں تو مواجہ شریف میں دیوانہ وار جا کے کہتا ہوں ۔

تجھ سے چھپائیں مونھ تو کریں کس کے سامنے　　کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
اُف بے حیائیاں یہ مونھ اور ترے حضور　　ہاں تُو کریم ہے تری خُو درگزر کی ہے
قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بَل ہزار کج　　یہ ساری گتھی اِک تری سیدھی نظر کی ہے

میرے آقا کا کرم ہوتا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ پکارتا ہوں ۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا　　دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

چار دن وہاں مَیں کرم ہی کے جلوؤں میں رہا، یہ اسطوانۂ تہجد ہے، یہ اسطوانۂ سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ہے، یہ محرابِ رسول (ﷺ) ہے، یہ جائے اماں جانبِ قدمین شریفین ہے، اپنی جبیں ان مقامات پر رکھ کے اپنے ایمان پہ نازاں تھا - پھر مولدِ مصطفیٰ (ﷺ) مکہ مکرمہ آیا، عمرہ کی سعادت حاصل کی، ماہِ ربیع النور میں یہ دوسری مرتبہ تھی کہ حاضری کا شرف حاصل ہُوا تھا - تین چار برس پہلے ایک مرتبہ شبِ میلاد میں وہاں حاضری ہوئی تھی - وہاں پھر آنے کے لئے وہاں سے یہاں چلا آیا کہ یہاں بھی ان کے کرم ہی کے حصار میں رہتا ہوں، انہی کا ذکر میرا وظیفۂ حیات اور انہی کی محبت میرا اثاثۂ زیست ہے، بحمدہٖ تعالیٰ یہی میری کمائی ہے اور اِن شاءاللہ تعالیٰ یہی کام آئے گی......

☆☆☆